قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 15 اکتوبر 2020ء | 28 صفر 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 244

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡمَالُ وَ الۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ اَمَلًا۔

(سورۃ الکھف آیت نمبر:47)

ترجمہ: مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

’’اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں اس کے مطابق مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ شرم آتی ہے یہ دیکھ اور سن کر کہ مال کمانے کی حرص اور ہوس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہی بے پرواہ کر دیا ہے۔ تول میں کمی ہے، ماپ میں کمی ہے، کاروبار میں دھوکہ ہے دکھائیں گے کچھ اور دیں گے کچھ۔ ماحول کے اثر کی وجہ سے بعض دفعہ بعض احمدی بھی اس برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں، متاثر ہو جاتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں سے بھی دھوکہ ہوتا ہے اور پھر غیروں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ چاہے وہ ایک احمدی ہزاروں میں نظر آ رہا ہو۔ کیونکہ احمدیت کا ایک تصور قائم ہے تو جب ایسی مثال نظر آتی ہے تو بہت زیادہ واضح ہو کر اور ابھر کے سامنے آ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو اس قسم کی حرکتوں میں ملوث ہوں سزا بھی دی جاتی ہے، تعزیر بھی ہوتی ہے لیکن ہر احمدی کو یہ خود سوچنا چاہئے کہ اس کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے اور مسیح محمدیؐ کے ساتھ ایک عہد بیعت کیا ہے، بیعت کی تجدید کی ہے کہ ہم تمام برائیوں سے بچتے رہیں گے۔ تو اس کے بعد بھی اگر ایسی حرکتیں ہوں تو پھر کیا ایسا عمل کرنے والا اس قابل ہو گا کہ جماعت میں رہ سکے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ مئی 2004ء)

اس شمارہ میں

- اِک نظر التفات (منظوم)
- تعارف سورۃ الروم (30ویں سورۃ)
- قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب
- معاشرتی برائیوں کی جڑ اور آکاس بیل بدظنی و بدگمانی

فرمان رسول ﷺ

خدا اور اس کے بندوں کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں۔ ’’ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتایئے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، لوگوں کی طرف حریص نظروں سے نہ دیکھو، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے‘‘۔

(ابن ماجہ۔باب الزھد فی الدنیا)

کعب بن ایازؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتۡنَۃٌ وَفِتۡنَۃُ اُمَّتِیۡ اَلۡمَالُ کہ ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال کے ذریعے ہو گی‘‘۔

(ترمذی۔کتاب الزھد۔باب ماجاء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

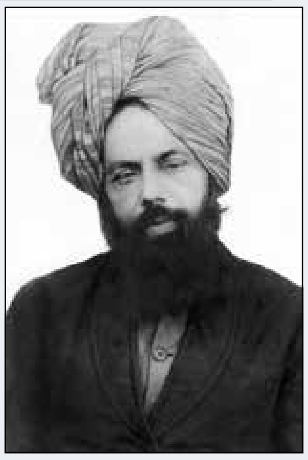

’’جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸)

پھر آپؑ نے فرمایا ’’وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

پھر فرمایا ’’دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے کون سمجھاوے جب کہ خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہو، دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے لیٹے فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے موت کا ذرہ اعتبار نہیں‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر ۹ صفحہ ۷۲، ۷۳)

دربارِ خلافت

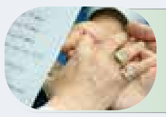

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ ’’قرآن جامع جمیع علوم تو ہے‘‘ یعنی تمام علوم اس میں پائے جاتے ہیں’’لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں۔

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 348)

پھر آپؑ خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں: ’’کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح اور مہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے راستے پر ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاکوں کے اور کسی کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو اور بینا بنایا ہو‘‘۔

(ترجمہ از خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلدنمبر 16 صفحہ 183-184 مطبوعہ ربوہ)

آج کل جو مسلمانوں کی حالت ہے وہ اس لئے ہے کہ خدا کے برگزیدہ کو (بھیجے ہوئے کو) جو خدا سے علم پا کر آیا، جس نے اس زمانہ میں قرآن کی جو تفسیر تھی وہ ہمارے سامنے پیش کی۔ اس کو ماننے سے انکاری ہیں۔ پس مسلمانوں کی بقا اور اُمّت کا عزت و وقار اسی سے وابستہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے کہنے پر عمل کریں اور اس کو مانیں۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا اور توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔ اور افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جتنی توجہ دنیا کی طرف ہے، دین کی طرف نہیں۔ دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں۔ وہاں صاف لکھا ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 553 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہ بات جہاں عام مسلمانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے وہاں ہمیں جو احمدی مسلمان ہیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والی ہے۔ پس اس بابرکت مہینے میں ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہمارے دلوں کو اس طرح پاک کرے کہ قرآن کریم کی برکات سے ہم اس طرح فیض پانے والے ہوں جس طرح خدا تعالیٰ ایک حقیقی مومن سے چاہتا ہے اور جس کی وضاحت اس زمانے میں خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے حسن، اس کی تعلیم اور اس کے مقام کے بارہ میں قرآن کریم میں جو بیان فرمایا ہے، بہت جگہ پہ ہے بلکہ سارا قرآن کریم ہی بھرا ہوا ہے۔ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے ان کو پھر اس وجہ سے کیا مقام ملتا ہے۔

جو پاک دل ہو کر اس کو سمجھتا ہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اس کا بھی بڑا مقام ہے۔ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے کہ سہل بن معاذ جہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی‘‘۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ ابواب قراء ۃ القرآن باب فی ثواب قراء ۃ القرآن حدیث 1453)

پھر جب اس کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہو گا جس نے قرآن پر عمل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ ’’جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے‘‘۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

یہ عزت تبھی ہے جب ہم عمل کر رہے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس چیز کا جو درجہ ہے وہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2009ء) (الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

اِک نظرِ التفات

پوشیدہ تجھ سے کوئی ہمارا نہیں ہے راز
سینے بھرے ہیں سوز سے دل ہیں بہت گداز
رحمت کی آس میں ہوئے دستِ دعا دراز
اِک نظرِ التفات سے مولا ہمیں نواز

آئے ہیں در پہ چاک گریباں کئے ہوئے
سینوں میں ایک حشر بپا، لب سیے ہوئے
ہر آن ہے لپیٹ میں اپنی لئے ہوئے
افکار کی تپش ہمیں احساس کا گداز

کٹ جائے گی کبھی نہ کبھی رات ہی تو ہے
اِک عارضی یہ تلخئ حالات ہی تو ہے
تیرے سوا ہے کون تری ذات ہی تو ہے
مشکل کشا، مجیبِ دعا، ربّ کارساز

خدمت میں پیش کرتے ہیں صبر و رضا کے پھول
اہلِ وفا کی ساری خطاؤں کو جائیں بھول
جیسی بھی جس طرح کی بھی ہیں کیجئے قبول
میری دعائیں، میری عبادت، مری نماز

پھیلائے جھولیاں ترے در پہ ہیں آئے آج
بندے ہیں ہم تو تیرے ہی، رکھ لے ہماری لاج
تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ اے چارہ ساز

کیسا تفکرات کا پھیلا ہے سلسلہ
پیش آ گیا ہے راہ میں اک اور مرحلہ
ربّ کریم شانِ کریمی کا واسطہ
پہلی سی ڈال پھر وہی اِک نِگہ دلنواز

جاؤں کہاں کہ میرا تو ہے ایک ہی خدا
تُو ہی طبیب و چارہ گر و مالکِ شفاء
ہونٹوں پہ میرے آج تو ہے بس یہی دعا
آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

(صاحبزادی امۃ القدوس)

مترجم: وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ الروم (30ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 61 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ مکی ہے مگر اس کا معین وقت نزول بتانا مشکل ہے۔ مستند ترین علماء کی رائے میں یہ سورۃ نبوت کے چھٹے یا ساتویں سال میں نازل ہوئی کیونکہ اس سال اہلِ فارس کی فتح اپنے عروج پر تھی، جس کی طرف یہ سورۃ اشارہ کر رہی ہے۔ ایرانی فوجیں قسطنطنیہ کے دروازوں پر دستک دے رہی تھیں اور رومیوں کی ذلت اور شکست اپنی انتہا کو چھو رہی تھی۔ سابقہ سورۃ کے اختتام پر بتایا گیا تھا کہ دنیاوی زندگی محض لغو و لھب ہے سوائے اس کے کہ کسی حقیقی مقصد کے تحت گزاری جائے اور وہ مقصد یہ ہے کہ حقیقی اور دائمی زندگی وہ ہے جو ایک روحانی سالک پوری طاقت کے ساتھ خدا کی رضا حاصل کرنے میں گزار دے۔ موجودہ سورۃ کے آغاز میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ مومن نہایت کامیابی کے ساتھ مصائب اور شدائد کا مقابلہ کریں گے اور ان قربانیوں اور تکلیفوں کے بدلے میں خدائی رحم اور عزت و قربت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کفار کی ظلمت اور طاقت کی سرکوبی اور تذلیل ہوگی اور اسلام کو فتح اور کامرانی نصیب ہوگی۔ یہ سورۃ پورے زور اور یقین سے بیان کرتی ہے کہ پرانا نظام ختم ہونے جارہاہے اور ایک نیا اور بہتر نظام اس پرانے نظام کے تباہ ہونے سے جنم لے گا۔ اس سورۃ کا آغاز اس پیشگوئی سے ہے کہ رومی، فارسیوں سے حتمی فتح حاصل کریں گے۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی جب ایرانی فتوحات اپنی طاقت کے بل بوتے پر قہر برسا رہی تھیں اور رومی شکست کھا رہے تھے یہاں تک کہ بالکل ہی دب کر رہ گئے تھے۔ یہ انسانی قوت اور بصیرت سے دور کی بات تھی کہ ایسا اندازہ لگائے کہ تین سے نو سال کے عرصہ میں ایرانیوں کا تختہ الٹ دیا جائے اور مغلوب دوبارہ فتح پا جائیں گے۔

یہ پیشگوئی بعینہٖ اسی طرح غیرمعمولی حالات میں پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کی تکمیل ایک دوسری عظیم پیشگوئی پر منتج ہوئی کہ کفار کی طاقت جو اس وقت کمزور اور غریب مسلمانوں کے بالمقابل بہت زیادہ تھی، ان کی جڑیں اکھڑ پھینکی جائیں گی اور اسلام ہر قدم پر طاقت اور شان و شوکت میں بڑھتا چلا جائے گا۔ پھر اس سورۃ میں خدا کی عظیم طاقتوں کا ذکر ہے جو زمین و آسمان کی پیدائش، اس منظم کائنات کی کامل ترین ساخت اور انسان کی غیرمعمولی پیدائش میں جلوہ گر ہوئیں۔ یہ سب امور اس ناقابل تردید حقیقت کی طرف لے جاتے ہیں کہ خدا جو ایسی وسیع طاقتوں کا مالک ہے وہ اس امر پر بھی قادر ہے کہ اسلام کو ایک معمولی بیج کی حیثیت سے بڑھا کر ایسا تناور درخت بنا دے جس کے سائے میں جملہ انسانیت سکون حاصل کرے۔ اسلام کی کامیابی یقینی ہے کیونکہ یہ دین فطرت ہے۔ یہ انسانی فطرت سے خوب مطابقت رکھتاہے اور انسانی ضمیر، دلیل اور عقل سلیم کو بھاتا ہے۔

اسلام کی فتح عرب میں ایک عظیم انقلاب کے برپا ہونے کی صورت میں ظاہر ہوگی۔ اخلاقی طور پر مردہ اور صدیوں سے سوئی ہوئی قوم جاگ اٹھے گی اور آنحضرت ﷺ کے ذریعہ جاری ہونے والے روحانی چشمہ سے سیراب ہوکر روحانیت کے ایسے راہبر بنیں گے کہ اسلام کا پیغام پوری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اس سورۃ کے اختتام پر فرمایا گیا ہے کہ اسلام کی مخالفت اس کی ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ سچائی بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے اور جھوٹ (باطل) ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ یہ اصول ہر نبی کے دور میں کارگر رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کے دور میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ پھر آپ ﷺ کو تلقین کی گئی ہے کہ نہایت صبر اور حوصلہ سے مخالفین کی ظلم و تعدی اور استہزاء برداشت کریں کیونکہ جلد ہی آپ ﷺ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

☆...☆...☆

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کرسکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی۔ (رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْھِبِ البَاسَ، اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

(صحیح بخاری۔ کتابُ الطِّبّ حدیث نمبر 5743)

ترجمہ۔»، اے اللہ! لوگوں کے ربّ، بیماری کو دور کر دے، تو اسے شفا عطا کر اور تو ہی شافی ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام و نشان بھی نہ چھوڑے «۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی کامل شفایابی کی جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹دسمبر ۲۰۰۸ میں احباب جماعت کو اس دعا کے پڑھنے کی توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

«پھر ایک حدیث میں ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کے لئے پناہ مانگتے اور اپنے داہنے ہاتھ کو چھوتے اور فرماتے، اے اللہ! لوگوں کے ربّ، بیماری کو دور کر دے، تو اسے شفا عطا کر اور تو ہی شافی ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام و نشان بھی نہ چھوڑے»۔

آج کل وباء کے ایام میں اس دعا کو کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پوری جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور تمام بیمار افراد کو کامل شفا یاب فرمائے۔ آمین

مرسلہ: قدسیہ محمود سردار

تبرکات

قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب

(قسط نمبر 1)

(حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ)

قرآن مجید کی سورہ عَبَسَ وَ تَوَلّٰی میں اللہ تعالیٰ قیامت کا ہولناک نقشہ پیش کرتے ہوا فرماتا ہے:۔

یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِیۡهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیۡهِ ○ لِکُلِّ امۡرِیٍٔ مِّنۡهُمۡ یَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡهِ ○

(عبس: 38-35)

جس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔ کیونکہ ہر شخص کو ان میں سے اس دن اپنی اپنی پڑی ہو گی۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور خدا تعالیٰ کا کوئی کام حکمت اور اس کا کوئی کلام ترتیب سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے ان آیات میں رشتہ داروں کی جو ترتیب بیان کی گئی ہے وہ کیا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو پڑھنے والے کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جواب لئے بغیر نہیں ٹلتا کہ پہلے بھائی، پھر ماں، پھر باپ پھر بیوی اور پھر بیٹوں کے ذکر میں کیا حکمت کیا نکتہ اور کیا ترتیب ہے؟ کیونکہ نہ یہاں بعید سے قریب تک کا بیان ہے کہ پہلے دور کے رشتہ دار بیان ہوں اور پھر قریب کے۔ کیونکہ والدین رشتہ میں زیادہ قریب ہوتے ہیں بہ نسبت بیوی کے۔ اور نہ یہاں قریب سے بعید کی طرف اسلوبِ کلام اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے قریبی پھر دور کے رشتہ داروں کا ذکر ہو۔ کیونکہ بھائی دور ہے بہ نسبت ماں کے۔ حالانکہ اس کا ذکر پہلے ہے اور بیوی دور ہے بہ نسبت بیٹوں کے مگر اس کا ذکر ان سے پہلے ہے۔ اس لئے یہ دونوں طریق تو یہاں مدنظر معلوم نہیں ہوتے بلکہ یہاں پر کوئی اور ہی ترتیب پیشِ نظر ہے۔ اور وہ میرے نزدیک یَفِرُّ الۡمَرۡءُ سے واضح ہو رہی ہے۔ کیونکہ یَفِرُّ کے معنے ہیں کسی کی طرف بھاگ کر اور دوڑ کر جانا۔ پس اس لفظ نے اس سوال کو یوں حل کر دیا کہ ان آیات میں انسان کی پیدائش کی ابتداء اور پھر تدریجی ترقی کی طرف اشارہ نہیں کہ پہلے یہ باپ کے صلب میں ہوتا ہے اور پھر ماں کے رحم میں پرورش پانے لگتا ہے۔ بلکہ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ یعنی جب انسان بھاگ دوڑ کر کسی کی طرف جا سکتا ہے اس عمر سے اُس کے کاموں کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔

مثلاً یہ جب چار پانچ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی ماں اس کے کام خود بخود کرتی ہے۔ اسے ماں کے پاس بھاگ بھاگ کر کوئی فرمائش نہیں کرنی پڑتی۔ نہ یہ چار پانچ سال کی عمر میں ماں سے کہتا ہے کہ مجھے کپڑے بنوا دو نہ اس کا مطالبہ بستر اور چارپائی کا ہوتا ہے۔ نہ کھانا پکانے کے متعلق اسے کچھ کہنا پڑتا ہے۔ بلکہ اس عمر میں اس کے سب کام اس کی والدہ خود بخود کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے بھاگ دوڑ کر والدہ کی طرف جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہاں اس عمر میں کھیلنے، دل بہلانے اور بچپن کی فطرت کے مطابق ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنے کے لئے یہ اپنے بھائی بہنوں کی طرف ضرور دوڑ دوڑ کر جاتا ہے۔ اگر اس کا بھائی یا بہن دوسرے کمرہ میں ہوں تو یہ دوڑ کر وہاں پہنچ جاتا ہے اور سارا دن ان سے کھیلتا پھرتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے چھپنا بھی چاہیں تو یہ دوڑ بھاگ کر ان کو جا پکڑتا ہے۔

غرض یہ چار پانچ سال کی عمر میں کھیلنے کے لئے اپنے ہم عمر بھائیوں بہنوں کے پیچھے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ اس کی ماں کھانے پینے، کپڑے بدلنے، منہ دھونے دھلانے کے لئے اپنی طرف اسے بلاتی رہتی ہے بلکہ بعض دفعہ اسے پکڑ کر اپنے پاس لے جاتی ہے۔ مگر یہ دوڑ کر پھر بھائی بہنوں میں کھیلنے کے لئے آ ملتا ہے۔ پس سب سے پہلا تعلق جو ایک بچے کو چل کر جانے کے لحاظ سے ہوتا ہے وہ اسے اپنے بھائی بہنوں سے ہوتا ہے۔ بالخصوص بھائیوں سے۔ کیونکہ بہنیں تو گھروں میں رہتی ہیں۔ اس لئے یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بازاروں، گلیوں اور باغوں میں گھومتا پھرتا ہے۔ اس کے بعد جب یہ تیرہ چودہ سال کا ہوتا ہے تو اس کی ضروریات سب کی سب ایسی نہیں ہوتیں کہ اس کی ماں بغیر اس کے بتانے یا مانگنے کے خود بخود ان کا خیال رکھے۔ بلکہ یہ خود ماں سے کہتا ہے مثلاً یہ ساتویں یا آٹھویں میں پڑھتا ہے تو مہینہ ختم ہونے پر فیس کی رقم باپ سے مانگتا ہوا شرماتا ہے۔ مگر ماں سے بے تکلفی سے مانگ لیتا ہے۔ اب خواہ وہ خود دے یا خاوند سے لے کر دے۔ اسی طرح بازار جانے لگتا ہے تو پیسے ماں سے ہی مانگتا ہے اور اب چونکہ اسے لباس کے عمدہ ہونے کا خیال ہوتا ہے اس لئے اچھے کپڑے، اچھی ٹوپی، عمدہ بوٹ سب کچھ ماں سے طلب کرتا ہے اور بعض بعض اخراجات باپ سے چھپانا چاہتا ہے۔ مگر ماں سے ضرور مانگ لیتا ہے۔

پس دوڑنے بھاگنے، آنے جانے کے لحاظ سے اب اس کا دائرہ عمل اس کی ماں تک محدود ہوتا ہے۔ وہی اس کے سب ناز نخرے اُٹھاتی ہے۔ اس کے بعد پھر جب زیادہ بڑا ہوتا ہے اور کالج میں داخل ہوتا اور یونیورسٹی کی ڈگریاں لینے لگتا ہے تو ماہواری فیسوں، داخلہ کی سالانہ رقموں، کتابوں کی قیمتوں اور ٹیوشن کے خرچوں کے لئے بجائے ماں کے باپ کے پاس جاتا ہے۔ اسی سے خط و کتابت کرتا ہے اور اسی کی طرف تعلیم و ملازمت کے لئے مشوروں کے لئے دوڑا جاتا ہے۔ پھر جب یہ تعلیم سے فارغ ہو کر خود برسرِ روزگار ہو کر باپ کی امداد سے مستغنی ہو جاتا ہے اور کسی نیک سیرت سلیقہ مند عورت سے شادی کر لیتا ہے تو اب اس کی بھاگ دوڑ بیوی کی طرف شروع ہوتی ہے۔ غرض اب اس کی جولان گاہ اور میدانِ عمل سب کچھ اس کی بیوی ہے۔ اور گو اب بھی یہ اپنے ماں باپ کے پاس جاتا ہے مگر کھڑے کھڑے گیا بے شوقی سے بیٹھا اور جلدی اپنے گھر آ گیا اور اب وہ بیوی کے ناز اٹھانے اور نخرے برداشت کرتا ہے کہ مجبور ہو کر اس کی ماں بھی پکار اُٹھتی ہے کہ بیٹا تو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ اب تو تو اپنی بیوی کا غلام بن گیا ہے یہ سنتا ہے اور ہنس کر ٹال دیتا ہے پھر اس کے ایک دو سال بعد نئی دلہن کے چاؤ کچھ سرد پڑنے لگتے ہیں اور خدا اسے صاحبِ اولاد کر دیتا ہے تو اس کی تگ و دو بچوں کے لئے ہو جاتی ہے۔ کبھی ان کی فیسوں کا فکر ہے کبھی وہ بیمار ہیں تو ان کی دوا لا رہا ہے کبھی ان کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے منصوبے سوچتا رہتا ہے۔ جب وہ چھوٹے ہوتے ہیں تو یہ دفتر سے فارغ ہوا اور گھر پہنچ کر بڑے کو پیچھے اور چھوٹے کو آگے بٹھا کر سائیکل پر سوار ہو کر باغوں اور میدانوں کی سیر کراتا پھرتا ہے۔ غرض اب ساری عمر بچوں کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ قرآن مجید میں ایک نبی کی نصیحت نقل کر کے انسان کو توجہ دلاتا ہے کہ دیکھو

فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰهِ (الذاریات: 51) لوگو! خدا کی طرف بھاگ کر و یعنی اے انسان! تیری اصل بھاگ دوڑ اللہ کی طرف ہونی چاہئے مگر افسوس کہ تو اس کو چھوڑ کر بلکہ اسے ناراض کر کے اس کے احکام کی خلاف ورزی کر کے انسانوں کی طرف بھاگتا ہے۔ دیکھ تُو تو بچپن سے میرا باغی ہے کہ ابھی تو تین چار سال کا تھا کہ کھیلنے کے لئے ہر وقت بھائی بہنوں کی طرف بھاگتا پھرتا تھا پھر بارہ تیرہ سال کا ہو کر اپنی ضرورتوں کے لئے ماں کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور

پھر جوان ہو کر اپنے حوائج کے لئے بار بار باپ سے ملنے جاتا تھا۔ اور پھر شادی کی سلک میں منسلک ہو کر اپنی بیوی کی طرف راغب ہو کر دیوانہ وار اس کے پیچھے لگا رہتا تھا اور پھر صاحبِ اولاد ہو کر اولاد کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا رہا۔ اور اسی حالت میں بوڑھا ہو کر مرنے کے قریب ہو گیا مگر افسوس! تجھ پر وہ زمانہ نہ آیا کہ تو کبھی میری طرف بھی بھاگتا اور تیری دوڑ میری طرف بھی ہوتی۔ لیکن یاد رکھ کہ تیرے یہی رشتہ دار جن سے تو اس قدر محبت اور تعلق رکھتا ہے اور جن کی خاطر تو اپنے خالق و اپنے مالک اور اپنے رازق کو بھول چکا ہے اور جن کی طرف تو دنیا میں ہر وقت دوڑ دوڑ کر جاتا ہے قیامت کے دن کے عذاب کے ڈر کے مارے ہاں دوزخ کی جھلس دینے والی بلکہ بالکل بھسم کر دینے والی آگ کے شعلوں کے خوف سے ان سب کو ہاں اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں غرض سب کو چھوڑ کر بھاگتا پھرے گا۔ وہ تجھے اپنی مدد کے لئے پکاریں گے مگر تو نفسی نفسی کہتا ہوا ان سے دور دور بھاگے گا۔ اسی طرح تیرے یہ عزیز اور قریبی رشتہ دار بلکہ تیرے نورِ چشم اور جگر کے ٹکڑے جن کی خاطر تو خدا کو اپنی خاطر میں نہیں لایا کرتا۔ تجھ سے دور دور بھاگیں گے اور تو اگر انہیں اپنی مدد کے لئے بلائے گا تو وہ بھی نفسی نفسی کہتے ہوئے تجھے چھوڑ کر فَفِرُّوۡا ہوں گے۔ اور تو ابدی افسوس و حسرت اور سرمدی عذاب میں پڑا رہے گا کوئی تیری بات تک نہ پوچھے گا۔

غرض اس ہولناک دن میں نہ وہ تیری مدد کریں گے اور نہ تو ان کی مدد کرے گا۔ نہ وہ تیرے پاس پھٹکیں گے اور نہ تو ان کے قریب جائے گا۔ اس لئے اے عاقبت نااندیش انسان! ابھی سے ہوشیار ہو جا اور عاقبت اندیشی اختیار کر اور ابھی سے خدا کی طرف راغب ہو اور اپنے حقیقی مالک کی طرف متوجہ ہو۔ ہاں اپنے خالق مالک اور رازق کی طرف مائل ہو اور اس فنا ہو جانے والے عالم میں اس سے مراسم غلامانہ ہاں آدابِ بندگانہ اور تعلقات مخلصانہ قائم کر تا کہ اس باقی رہنے والے عالم میں یہ تعلقات تیرے کام آئیں اور تو ہمیشہ کے لئے ابدی خوشی اور نہ ختم ہونے والی آسائش کو حاصل کر سکے۔ اور اس دن تیرا آقا عَلٰی رُؤُسِ الۡاَشۡهَادِ تجھے مخاطب کر کے فرمائے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ○ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ○ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ○ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ○ (الفجر: 31-28)

اے نفس مطمئنہ! لوٹ آ اپنے رب کی طرف تو خدا سے خوش خدا تجھ سے خوش۔ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

(روزنامہ الفضل قادیان 30 ستمبر 1936)

(مرسلہ: جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ جرمنی)

معاشرتی برائیوں کی جڑ اور آکاس بیل بدظنی و بدگمانی

''بدظنیاں جہنم میں دھکیلتی ہیں تو حسن ظن عبادت میں شمار ہوتا ہے''

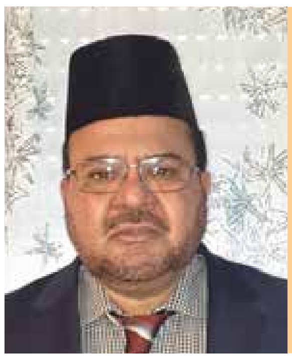

جب کوئی شخص کسی کے بارے میں نیک گمان رکھنے سے قاصر ہو اور اچھی رائے نہ رکھتا ہو تو اُس کے دماغ میں دوسرے کے بارے میں بُرے خیال شروع ہو جاتے ہیں۔اِس طرح اچھے خیالات اور نیک گمانی جاتی رہتی ہے اور اُس کی جگہ بدگمانی اور بدظنی جنم لیتی ہے۔انسان خیالاتِ فاسدہ کا شکار ہو جاتا ہے اور وہم اور شک وشبہ اُس کے دماغ کا محور بن جاتے ہیں۔بےسکونی ہونے لگتی ہے۔ پراگندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ دوسروں سے تعلقات توڑنے لگتا ہے۔اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر خیال کرتا ہے۔تکبر اور نخوت آ جاتا ہے۔غرور اور گھمنڈ کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔بغض وعناد کی بُو پھیل کر حسد کو جنم دیتی ہے۔اپنے آپ کو نیک پاک اور فرشتہ سیرت تصور کرتا ہے۔ دوسروں کو تنقید کا نشانا بناتا ہے۔خشک مزاج ہو جاتا ہے۔ زبان کی مٹھاس جاتی رہتی ہے۔دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر دیکھائی نہیں دیتا۔ یہ بیماری پھر اور بھی کئی بیماریاں پید اکرتی ہے۔اس سے معاشرے کا امن وسکون خراب ہوتا دیکھائی دیتا ہے۔ کئی گھر خراب ہوتے دیکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ بیماری بغیر کسی ثبوت وصداقت کے معاشرے میں پھیلتی رہتی ہے اور جس طرح آکاس بیل پورے درخت کو کھا جاتی ہے ایسے ہی یہ بھی پورے معاشرے کا امن تباہ وبرباد کرکے رکھ دیتی ہے۔یوں بدظنی کرنے والا آہستہ آہستہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔قرآنِ کریم نے اِس کا نقشہ یوں کھینچا ہے: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ۔(الحجرات:13) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بکثرت ظن سے اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: بدظنی سے بچو، کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے، ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو۔حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن حدیث نمبر ۴۶۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے اس معاشرتی برائی کے نقصانات کا ذکر کئی پہلوؤں سے بیان کرتے ہوئے احباب کو اس سے بچنے اور دُور رہنے کی تلقین کی ہے۔صرف چند ایک کا ذکر ان سطور میں کیا جاتا ہے۔

''اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اور اُنس پیدا ہوتا ہے۔ اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ بغض حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 215تا214، ایڈیشن 1988)

''انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے''

ایک دوسری جگہ آپؑ نے فرمایا:

''دوسرے کے باطن میں ہم تصرف نہیں کرسکتے اور اس طرح کا تصرف کرنا گناہ ہے۔انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے۔کتابوں میں مَیں نے ایک قصہ پڑھا ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ تھے انہوں نے ایک دفعہ عہد کیا کہ مَیں اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھوں گا۔ایک دفعہ ایک دریا کے کنارے پہنچے (دیکھا) کہ ایک شخص ایک جوان عورت کے ساتھ کنارے پر بیٹھا روٹیاں کھا رہا ہے اور ایک بوتل پاس ہے اس میں سے گلاس بھر بھر کر پی رہا ہے ان کو دُور سے دیکھ کر اس نے کہا کہ مَیں نے عہد تو کیا ہے کہ اپنے کو کسی سے اچھا نہ خیال کروں مگر ان دونوں سے تو مَیں اچھا ہی ہوں۔ اتنے میں زور سے ہوا چلی اور دریا میں طوفان آیا ایک کشتی آرہی تھی وہ غرق ہو گئی وہ مرد جو کہ عورت کے ساتھ روٹی کھا رہا تھا اٹھا اور غوطہ لگا کر چھ آدمیوں کو نکال لایا اور انکی جان بچ گئی۔ پھر اس نے اس بزرگ کو مخاطب کرکے کہا کہ تم اپنے آپ کو مجھ سے اچھا خیال کرتے ہو۔مَیں نے تو چھ کی جان بچائی ہے۔ اب ایک باقی ہے اسے تم نکالو۔یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ میرا ضمیر کیسے پڑھ لیا اور یہ معاملہ کیا ہے؟ تب اس جوان نے بتلایا کہ اس بوتل میں اسی دریا کا پانی ہے۔شراب نہیں ہے اور یہ عورت میری ماں ہے اور مَیں ایک ہی اس کی اولاد ہوں۔قویٰ اس کے بڑے مضبوط ہیں اس لئے جوان نظر آتی ہے۔ خدا نے مجھے مامور کیا تھا کہ مَیں اسی طرح کروں تا کہ تجھے سبق حاصل ہو''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 568تا569، ایڈیشن 1988)

''بدظنیاں جہنم میں دھکیلتی ہیں تو حسن ظن عبادت میں شمار ہوتا ہے''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس معاشرتی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس جہاں بدظنیاں جہنم میں دھکیلتی ہیں تو حسن ظن عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بدظنیاں جب پیدا ہوتی ہیں تو اپنی خود ساختہ کہانیوں میں زور پیدا کرنے کے لئے پھر انسان جھوٹ کا بھی سہارا لیتا ہے اور اپنی باتوں میں اس کی بے تحاشا ملونی کر دیتا ہے۔ اور جھوٹ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا ہے، شرک کے برابر ٹھہرایا ہے۔ پس ہر احمدی کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہ احمدی اس وقت کہلا سکتا ہے جب سچائی پر قائم ہو گا اور ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک رکھے گا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 / مئی 2006ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16جون 2006ء صفحہ 8)

''بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے''

اس زمانے کے خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنونِ فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔۔۔۔بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 375، ایڈیشن 1988)

''بدظنی کی وجہ سے ایک دوسرے کے عیب تلاش کئے جاتے ہیں تا کہ اس طرح اسے نیچا دکھایا جائے''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''دنیا میں برائیاں پھیلانے میں بدظنی کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ بدظنی کی وجہ سے ایک دوسرے کے عیب تلاش کئے جاتے ہیں تا کہ اس طرح اسے نیچا دکھایا جائے، اسے بدنام کیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ آپس کے تعلقات کے جو معاملات ہیں لوگوں کے ذاتی معاملات ہیں، ان کے معاملہ میں تجسس نہ کرو۔ یہ تجسس خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔اس تجسس کے بعد پھر اگلا سٹیپ (Step) کیا ہوگا، اگلا قدم کیا ہوگا کہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر پھر جو کرو گے، دوسرے کی چغلیاں کرو گے۔ وہ باتیں جو دوسرے کے بارہ میں معلوم ہوتی ہیں اور جو دوسرے شخص کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔۔۔ راز کی باتیں تلاش کرکے لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ اس کا ردّ عمل سختی کی صورت میں بھی ہوسکتا ہے جس سے پھر دشمنیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپس میں پیار اور محبت کے نمونے قائم کرو۔ رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کے نظارے تم میں نظر آنے چاہئیں۔ دوسرے، ان رازوں کے فاش ہونے سے جن لوگوں کے بارہ میں باتیں کی گئیں، جن کے راز فاش کئے گئے ان کی باتوں کی بناء پر آپس میں تعلقات خراب ہوسکتے ہیں۔ پہلی بات، جب ایک فریق کی پردہ دری کرو گے تو دوسرا فریق بھی غصہ میں آئے گا فساد اور لڑائیاں پیدا ہوں گی۔ دوسری بات، جو باتیں کی گئیں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ کسی میں پھوٹ

ڈالنے والی ہوتی ہیں ان کے تعلقات خراب ہوں گے۔ دو دلوں میں پھوٹ ڈالنے والے بنو گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 / مارچ 2009ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17اپریل 2009ء صفحہ 7تا8)

’’بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی گناہ کی طرف لے جاتی ہے‘‘

ایک اور خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ مومنوں میں محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ حسن ظن سے پیدا ہوتا ہے۔ پس فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی گناہ کی طرف لے جاتی ہے، جو نہ صرف انسان کی اپنی ذات کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جو معاشرے کے امن کو بھی برباد کر دیتا ہے۔ دلوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ایک ایسا گناہ جو انسان بعض اوقات اپنی اَنا کی تسکین کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تجسس نہ کرو، تجسس بھی بعض اوقات بدظنی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جب انسان کسی کے بارہ میں تجسس کر رہا ہوتا ہے اس کے بعد بھی جب پوری معلومات نہیں ملتیں تو جو معلومات ملتی ہیں انہی کو بنیاد بنا کر پھر بدظنّیاں اور بڑھ جاتی ہیں اور بدظنی میں بعض اوقات انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کی حالت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی ہیں، خدمت کرنے والے بھی ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو جاہل اجڈ عورتیں بھی نہیں کرتی ہوں گی۔ چھوٹے چھوٹے شکووں کو اتنا زیادہ اپنے اوپر سوار کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی میں اس سے بڑی بات ہی کوئی نہیں ہے۔ اور اس سے نہ صرف اپنے کاموں میں حرج کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسی سوچوں کے ساتھ اپنی زندگی بھی اجیرن کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اِدھر اُدھر باتیں کر کے جس کے خلاف شکوہ ہوتا ہے اس کی زندگی بھی اجیرن کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسے معاملات میرے پاس بھی آ جاتے ہیں اور جب تحقیق کرو تو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ بڑی معمولی سی بات ہوتی ہے۔ پھر بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا شکایت کرنے والے کے ساتھ براہ راست معاملہ بھی نہیں ہوتا۔ ادھر سے بات سنی ادھر سے بات سنی، تجسس والی طبیعت ہے شوق پیدا ہوا کہ مزید معلومات لو اور ادھ پچدی جو معلومات ملتی ہیں ان کو پھر فوراً اپنے پاس سے حاشیہ آرائی کر کے اچھالا جاتا ہے۔ تو جب کسی کے بارہ میں باتیں کی جاتی ہیں اور انہیں اچھالا جاتا ہے تو اس شخص بیچارے کی زندگی اجیرن ہوئی ہوتی ہے کیونکہ اس ماحول میں اس کو دیکھنے والا ہر شخص ایسی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے جیسے وہ بہت بڑا گناہگار انسان ہے۔ وہ چھپتا پھرتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک ایسا گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ہر احمدی کو اس سے بچنا چاہئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ فروری 2010ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26فروری 2010 صفحہ 7)

’’بدظنی کی وجہ سے ۔۔۔ الزام لگانے میں بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے‘‘

پھر فرمایا:

’’بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے کسی ناراضگی یا کسی غلط فہمی یا بدظنی کی وجہ سے اس حد تک اپنے دلوں میں کینے پالنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے شخص کا مقام اَوروں کی نظر میں گرانے کے لئے، معاشرے میں انہیں ذلیل کرنے کے لئے، رسوا کرنے کے لئے۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے پھر اس کی تشہیر شروع کر دیتے ہیں اور اس بات سے بھی دریغ نہیں کرتے کہ یہ من گھڑت اور جھوٹی باتیں مجھے پہنچائیں تا کہ اگر کوئی کارکن یا اچھا کام کرنے والا ہے تو اس کو میری نظروں میں گرا سکیں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے بعض لوگوں کے نام گواہوں کے طور پر بھی پیش کر دیتے ہیں اور جب ان گواہوں سے پوچھو، گواہی لو، تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ گواہ بیچارے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں جس کی گواہی ڈلوانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مجبور کیا جاتا ہے کہ مَیں ان جھوٹی باتوں پر یقین کر کے جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے ضرور اسے سزا بھی دوں۔ گویا یہ شکایت نہیں ہوتی ایک طرح کا حکم ہوتا ہے۔۔۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ حسد کی وجہ سے یہ کوشش کی جا رہی ہوتی ہے کہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسد بھی اکثر احساس کمتری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس خیال کے دل میں نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا جھوٹے اور حاسد کی مدد نہیں کرتا۔ اور حسد کی وجہ سے یا بدظنی کی وجہ سے دوسرے پر الزام لگانے میں بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ آج کل کے معاشرے میں یہ چیزیں عام ہیں اور خاص طور پر ہمارے برصغیر پاک و ہند کے معاشرے میں تو یہ اور بھی زیادہ عام چیز ہے۔ اور اس بات پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی بعض دفعہ ایسی گھٹیا سوچ رکھ رہے ہوتے ہیں اور دنیا میں یہ لوگ کہیں بھی چلے جائیں اپنے اس گندے کریکٹر کی کبھی اصلاح نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ مئی 2006ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16 جون 2006 صفحہ 5)

’’بعض لوگ بعض کے بارے میں بدظنیاں صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ذلیل کیا جائے‘‘

حضور اقدس ایک اور خطبہ میں اس معاشرتی بیماری کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:

’’پھر ایک برائی بدگمانی ہے، بدظنی ہے، خود ہی کسی کے بارے میں فرض کر لیا جاتا ہے کہ فلاں دو آدمی فلاں جگہ بیٹھے تھے اس لئے وہ ضرور کسی سازش کی پلاننگ کر رہے ہوں گے یا کسی برائی میں مبتلا ہوں گے۔ اور پھر اس پر ایک ایسی کہانی گھڑ لی جاتی ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ اور پھر اس سے رشتوں میں بھی دراڑیں پڑتی ہیں۔ دوستوں کے تعلقات میں بھی دراڑیں پڑتی ہیں۔ معاشرے میں بھی فساد پیدا ہوتا ہے۔۔۔ بعض لوگ بعض کے بارے میں بدظنیاں صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ذلیل کیا جائے اور دوسروں کی نظروں سے گرایا جائے اور اگر کسی جماعتی عہدیدار سے یا خلیفۂ وقت سے اس کا خاص تعلق ہے تو اس تعلق میں دُوری پیدا کی جائے اور اکثر پیچھے ذاتی عناد ہوتا ہے۔ جب بدظنیاں شروع ہوتی ہیں تو پھر تجسس بھی بڑھتا ہے اور پھر ہر وقت یہ بدظنیاں کرنے والے اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ کسی طرح دوسرے کے نقائص پکڑیں اور اسکی بدنامی کریں۔ ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بادشاہ محمود غزنوی کا ایک خاص جرنیل تھا۔ بڑا قریبی آدمی تھا۔ اس کا نام ایاز تھا۔ انتہائی وفادار تھا اور اپنی اوقات بھی یاد رکھنے والا تھا۔ اس کو پتہ تھا کہ مَیں کہاں سے اٹھ کر کہاں پہنچا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کرنے والا تھا اور بادشاہ کے احسانوں کو بھی یاد رکھنے والا تھا۔ ایک دفعہ ایک معرکے سے واپسی پر جب بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس نے ایک جگہ پڑاؤ کے بعد دیکھا کہ ایاز اپنے دستے کے ساتھ غائب ہے۔ تو اس نے باقی جرنیلوں سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے تو ارد گرد کے جو دوسرے لوگ خوشامد پسند تھے اور ہر وقت اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے اور ایاز کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ بادشاہ کو اس سے بدظن کریں۔ اپنی بدظنی کے گناہ میں بادشاہ کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے فوراً ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں جس سے بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا ہو۔ بادشاہ کو بہرحال اپنے وفادار خادم کا پتہ تھا۔ بدظن نہیں ہوا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تھوڑی دیر دیکھتے ہیں۔ آ جائے گا تو پھر پوچھ لیں گے کہ کہاں گیا تھا۔ اتنے میں دیکھا تو وہ کمانڈر اپنے دستے کے ساتھ واپس آ رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک قیدی بھی ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ اس نے بتایا کہ مَیں نے دیکھا کہ آپ کی نظر بار بار سامنے والے پہاڑ کی طرف اٹھ رہی تھی تو مجھے خیال آیا ضرور کوئی بات ہو گی مجھے چیک کر لینا چاہئے، جائزہ لینا چاہئے، تو جب مَیں گیا تو مَیں نے دیکھا کہ یہ شخص جس کو میں قیدی بنا کر لایا ہوں ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھی تا کہ جب بادشاہ کا وہاں سے گزر ہو تو وہ تیر کا وار آپ پر چلائے۔ تو جو سب باقی سردار وہاں بیٹھے تھے جو بدظنیاں کر رہے تھے اور بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ سب اس بات پر شرمندہ ہوئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ مئی 2006ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16جون 2006 صفحہ 7)

میاں اللہ دتہ صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بدظنی اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میاں اللہ دتہ صاحب ولد میاں خیر محمد صاحب سہرانی احمدی سکنہ بستی رِنداں ڈیرہ غازی خان کہتے ہیں کہ 1902ء یا 1903ء کا

واقعہ ہے کہ مَیں قادیان شریف گیا۔ موقع عید کا تھا اور لنگر خانے میں لنگر چلا تو عام و خاص کی تجویز ہونے لگی۔ (لنگر چلا تو عام اور خاص کی تجویز ہونے لگی کہ یہ لوگ خاص مہمان ہیں یہ عام مہمان ہیں)۔ کھانے کی تقسیم کے لئے، تو میری نیت میں فرق آنے لگا۔ فوراً مجھے یہ بدظنی پیدا ہوئی کہ جو مہدی معہود ہو گا وہ حکم عدل ہو گا مگر اس لنگر خانے میں ریا ہونے لگا ہے، مساوات نہیں ہے۔ پھر صبح کو مسجد مبارک میں گیا تو حضرت مسیح موعود اذان سے پہلے تشریف لائے تو آتے ہی فرمایا: مولوی نورالدین صاحب کہاں ہیں؟ حضرت مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور! مَیں حاضر ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا رات اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیرا لنگر خانہ ناخن کی پشت برابر بھی منظور نہیں ہوا کیونکہ لنگر خانے میں رات کو ریا کیا گیا ہے اور اب جو لنگر خانے میں کام کر رہے ہیں اُن کو علیحدہ کر کے قادیان سے چھ ماہ تک نکال دیں۔ (اتنی سختی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی کہ جنہوں نے مہمانوں کے درمیان امتیاز کیا تھا، اُن کو نہ صرف فارغ کرو کام سے بلکہ چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکال دو) اور ایسے شخص مقرر کئے جائیں جو نیک فطرت ہوں اور صالح ہوں اور فرمایا کہ فجر کی روٹی (یعنی صبح کا کھانا جو ہے ناشتہ) میرے مکان کے نیچے چلایا جائے اور میں اور میاں محمود احمد اوپر سے دیکھیں گے۔ اِن کو جو بدظنی پیدا ہوئی تھی کہ یہ ریا ہونے لگ گیا ہے، کہتے ہیں مَیں نے فجر کی نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار پڑھی کہ مَیں نے بدگمانی کی، یا اللہ مجھے معاف کر دے۔ یہ کرامات حضرت اقدس کی مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ (ماخوذ از روایات حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 194، 195)

پس یہ بدظنیاں ہیں جو بعض دفعہ بہت دور لے جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت پر رکھنا چاہے اُس کے لئے فوراً وہ سامان پیدا کر دیتا ہے تا کہ بدظنیاں دور ہو جائیں، اس سے بچنا چاہئے اور انسان عمومی طور پر استغفار اگر کرتا رہے تو بدظنیوں سے بچتا چلا جاتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ جون 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 جولائی 2011ء صفحہ 7)

محمود غزنوی کا ایک مشہور جرنیل ایاز پر بدظنی کرنے کا واقعہ اور پھر احساسِ ندامت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"ایاز ایک مشہور جرنیل محمود غزنوی کا تھا لوگوں نے محمود کے پاس اُس کی شکایتیں کیں۔ ایاز ایک غلام تھا مگر اس نے اپنی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے ترقی کی اور بڑھتے بڑھتے جرنیل ہو گیا حتّٰی کہ وہ فنانس منسٹر (وزیر خزانہ) ہو گیا۔ لوگوں کو کچھ حسد تھا اس لئے انہوں نے محمود کے پاس شکایتیں کیں کہ وہ رات کو ہمیشہ اکیلا خزانے میں جاتا ہے اور قیمتی اشیاء وہاں سے چُرا لیتا ہے۔ یہ شکایتیں محمود کے پاس اس کثرت سے پہنچیں کہ اُسے ایاز پر بدظنی ہو گئی۔ ایک دن بادشاہ رات کے وقت خزانہ میں داخل ہو گیا اور باہر سے تالا لگوا دیا اور ایک پوشیدہ جگہ پر چُھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ایاز آیا اور اندر داخل ہو گیا۔ بادشاہ کی بدظنّی اَور بھی بڑھ گئی اور سمجھا کہ لوگوں کی شکایتیں صحیح ہیں مگر اس نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا کرتا ہے۔ ایاز نے ایک کنجی لی اور اس سے ایک ٹرنک کھولا، پھر اس میں سے ایک اور صندوقچی نکالی اور اسے کھولا اور اس میں سے ایک بُغچہ (چھوٹی گٹھڑی) نکالا جس کے اندر ایک پھٹی ہوئی گدڑی تھی، ایاز نے اپنا شاہی لباس اُتارا اور وہ گدڑی پہن لی۔ اس کے بعد اس نے مصلّٰی بچھایا اور نماز پڑھنی شروع کر دی اور اس نے نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا! مَیں اِس گدڑی میں اس شہر میں داخل ہوا تھا اور آج تُو نے اپنے فضل سے مجھے وزارت کا عہدہ عطا فرمایا ہے اور اتنی عزت دی ہے کہ اس جگہ پر آنے سے مجھے محمود غزنوی کے سوا اور کوئی نہیں روک سکتا۔ مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اپنے فضل سے اس مقام پر پہنچایا ہے اور اے خدا! مجھے اِس بات کی بھی توفیق عطا فرما کہ جس بادشاہ نے مجھ پر اتنا رحم کیا ہے اُس کی دیانتداری سے خدمت کروں۔ محمود نے جب ایاز کی یہ دعا سُنی تو اس کے پاؤں سَو سَو من کے ہو گئے اور اُس نے دل میں کہا کہ میں نے کتنے قیمتی جوہر پر بدظنی کی ہے۔ ایاز نماز پڑھ کر اور گدڑی کو پھر اسی جگہ رکھ کر اور اپنا لباس پہن کر چلا گیا بعد ازاں محمود وہاں سے اُٹھا اور واپس آیا اور اس نے پہرہ داروں کو کہا کہ خبردار میرے آنے کا ایاز کو علم نہ ہو"۔

(احبابِ جماعت اور اپنی اولاد سے ایک اہم خطاب صفحہ 13 تا 14، انوار العلوم جلد 15 تحریر فرمودہ 11 نومبر 1938ء)

یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوءِ ظن ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُوءِ ظن کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گر بتایا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اے ایماندارو! ظن سے بچنا چاہئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث (بخاری کتاب الوصایا) ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظن کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔ کئی لوگوں سے میں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپ کے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سماں اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوءِ ظن ہوتا ہے۔ میں نے اگر کبھی سوءِ ظن کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اس کے خلاف نکلی۔ میں اس میں تجربہ کار ہوں اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءِ ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوءظنی کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 1907ء، خطبات نور صفحہ 258 تا 259)

بدگمانیوں سے بچو۔۔۔اس بدظنی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے

پھر ایک اور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ بدظنی سے۔ اس لئے فرماتا ہے اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات:۱۳) بدگمانیوں سے بچو۔ حدیث میں بھی آیا ہے ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث (بخاری کتاب الوصایا) اس بدظنی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے ایک کتاب منگوائی۔ وہ بہت بے نظیر تھی۔ میں نے مجلس میں اس کی اکثر تعریف کی۔ کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہوگئی۔ مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کہ کسی نے اٹھالی ہے۔ پھر جب کچھ عرصہ نہ ملی تو یقین ہو گیا کہ کسی نے چرا لی۔ ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی۔ اس وقت مجھ پر دو معرفت کے نکتے کھلے۔ ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ میں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی؟ دوم میں نے صدمہ کیوں اٹھایا؟ خدا کی کتاب اس سے بھی زیادہ عزیز اور عمدہ میرے پاس موجود تھی۔

اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ تہیں ہوں گی۔ ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا۔ ایک عورت اجنبی ہمارے گھر میں تھی۔ اسے اس کام کا بہت شوق تھا۔ اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہو گئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ میرے بچوں کے سر پر۔ مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آ گئی ہوگی۔ مدت گزر گئی۔ اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا گیا تو اس کی ایک تہ میں سے نکل آئی۔ دیکھو بدظنی کیسا خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی۔ اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گے مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 نومبر 1908ء، خطبات نور صفحہ 427 تا 428)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس برائی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

اہل قلم حضرات و خواتین مضامین لکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا ہے۔ اس میں یہی سِرّ ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 151 زیرعنوان اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے)

اس ارشاد کی تعمیل میں قارئین الفضل سے مضامین، آرٹیکلز لکھنے نیز شعراء سے منظوم کلام بھیجنے کی درخواست ہے۔ یہ موقر اخبار آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اس میں تربیتی، تعلیمی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی، ادبی اور مختلف علوم و فنون پر مضامین لکھ کر درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔خواتین کھانا پکانے کی تراکیب اور آرٹ پر مضامین بھجوا سکتی ہیں۔ ہومیو پیتھی، یونانی طب کے حوالہ سے بھی مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ دنیا بھر کے خوبصورت مقامات کی سیر بھی کروائی جاسکتی ہے۔ ادارہ آپ کا بے حد ممنون ہوگا۔ (تمام مضامین ٹائپ شدہ اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفة المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

قارئین کرام سے ضروری درخواست برائے اطلاعات و اعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ حسن اور خوبی رہی ہے کہ شادی، نکاح، پیدائش، کامیابی، صحت یابی یا وفات کی اطلاعات و اعلانات بغرض دعا شائع کر کے دنیا بھر کے احمدی حضرات کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جبکہ آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ کار وسعت اختیار کر کے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یوں دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، کامیابی کے علاوہ بیمار عزیزوں کی صحت یابی یا وفات کے اعلانات بھجوائیں۔ اگر نکاح، نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ میل حضرات کی تصویر بھی بھجوائیں تو ادارہ ممنون احسان ہوگا نیز پیدائش پر New born baby اور تکمیل قرآن پر بچوں کی فوٹوز بھی اعلانات کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ اپنی آراء سے بھی ادارہ کو آگاہ کریں تا ان کی روشنی میں اخبار کو آپ کے لئے بہتر بنایا جاسکے۔ (تمام اعلانات ورڈ فارمیٹ اور ٹائپ شدہ ہوں)۔

info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل اور تمام اراکین عملہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

طلوع وغروب آفتاب

15 اکتوبر 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:00	17:56
مدینہ منورہ	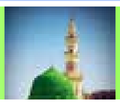	05:02	17:55
قادیان	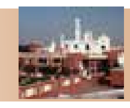	05:11	17:56
ربوہ		04:50	17:36
اسلام آباد ٹلفورڈ	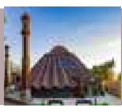	05:58	18:09